67652-ماں کا اپنی اولاد کو عطیہ دینے میں عدل کرنا واجب ہے

سوال

میں والدہ کو ایک ہزار ریال ماہانہ دیا کرتا تھا، حالانکہ انہیں مال کی ضرورت نہ تھی، یہ اس لیے دیتا کہ والدین کی نیکی میں سے کچھ حصہ لوٹا سکوں، والدہ یہ رقم جمع کرتی رہتی ہیں، اور کچھ عرصہ بعد میں نے اپنا گھر تعمیر کرنا شروع کیا تو مجھے رقم کی ضرورت پڑی اس لیے میں نے والدہ کو ماہانہ دینا بند کر دیا، پھر میری والدہ میں یہ تجویز پیش کی کہ میں اور میری (شادی شدہ) بہن یہ رقم آپس میں تقسیم کر لیں، کیونکہ بہن کی مالی حالت صحیح نہیں، یہ علم میں رہے کہ اس شادی شدہ بہن کے علاوہ بھی میری ایک بہن اور بھائی جو بہتر زندگی بسر کر رہے ہیں، سوال یہ ہے کہ: کیا دوسری بہن اور بھائی کو دیے بغیر میرے اور میری محتاج بہن کے لیے یہ مال آپس میں تقسیم کرنا جائز ہے، اور اگر جائز نہیں تو پھر والدہ یہ رقم کس طرح تقسیم کر سکتی ہیں؟

پسندیدہ جواب

اول:

اللہ سبحانہ وتعالی نے عطیہ دیتے وقت اولاد کے مابین عدل و انصاف کرنا واجب کیا ہے، چاہے اولاد میں لڑکے ہوں یا لڑکیاں بھی.

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے:

"میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح (غلام) ہبہ کیا ہے؟

تو انہوں نے عرض کیا: نہیں.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

تو اس سے غلام واپس لے لو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2446) صحیح مسلم حدیث نمبر (1623).

اور جب والد اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو عطیہ دینے میں افضلیت دے تو اسے چاہیے کہ وہ اولاد میں عدل و انصاف کرے، یہ دو میں سے ایک طرح ہو سکتا ہے:

یا تو وہ دیا گیا ہدیہ واپس لے لے.

یا پھر دوسروں کو بھی اسی طرح کا ہدیہ دے، یا کہ ان سب کے مابین انصاف ہو سکے.

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (359/11).

دوم :

"اولاد میں سے کسی ایک کو افضلیت دینے کی ممانعت میں والدہ کا حکم بھی والد کی طرح ہی ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اللہ کا تقوی اختیار کرو اور اللہ سے ڈر کر اپنی اولاد کے مابین عدل کیا کرو"

اور اس لیے بھی کہ والدین میں سے ایک والدہ بھی ہے، تو اسے بھی والد کی طرح کسی کو افضلیت دینے سے روک دیا گیا ہے، اور اس لیے بھی کہ والد کی جانب سے کسی ایک بیٹے یا بیٹی کو مخصوص کرنے پر باقی اولاد میں حسد و بغض پیدا ہوتا ہے، اسی طرح والدہ کی جانب سے کسی ایک کو افضلیت دینے میں بھی حسد و بغض پیدا ہوتا ہے، تو اس طرح والدہ کے لیے بھی اس مسئلہ میں اس جیسا ہی حکم ثابت ہوا" انتہی.

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (261/8).

سوم :

والد کی جانب سے اپنی اولاد کو عطیہ دینے میں وراثت کے حساب سے شرعی تقسیم کے طریقہ پر عمل کرنا ہوگا، تو اس طرح ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر دیا جائیگا، کیونکہ اللہ تعالی کی تقسیم سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والا کوئی اور نہیں ہو سکتا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "الاختیارات" میں لکھتے ہیں :

"اپنی اولاد کے مابین عطیہ دیتے وقت وراثت کے حساب سے عدل کرنا واجب ہے، امام احمد کا مسلک یہی ہے" انتہی.

دیکھیں : الاختیارات (184).

قاضی شریح رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کے مابین مال تقسیم کرنے والے ایک شخص کو کہا تھا :

"تیری تقسیم سے تو اللہ تعالی کی تقسیم زیادہ عدل و انصاف پر مبنی ہے، اس لیے تم انہیں اللہ تعالی کی تقسیم اور فرائض کے مطابق دے"

اسے عبد الرزاق نے المصنف میں روایت کیا ہے.

اور عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے :

وہ تو اللہ تعالی کی کتاب کے مطابق ہی تقسیم کیا کرتے تھے.

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (261/8).

اور مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے :

"آپ کے والد پر لازم ہے کہ اگر وہ اپنا سارا یا مال کا کچھ حصہ اپنی اولاد کے مابین تقسیم کرنا چاہے تو وہ لڑکے اور لڑکیوں سب میں شرعی وراثت کے مطابق تقسیم کرے، ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر دے" انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (197/16).

چہارم:

جب اولاد بڑی اور ہوشیار ہو تو باپ یا ماں کے لیے جائز ہے کہ وہ ان میں سے کسی ایک کو باقی اولاد کی رضامندی اور بغیر کسی حرج کی پریشانی کے دے سکتا ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"والد پر اپنی اولاد بیٹے اور بیٹیوں میں وراثت کے مطابق عدل کرنا واجب ہے، اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان میں سے کسی اور کو مخصوص کر کچھ دے اور دوسروں کو نہ دے، لیکن اگر محروم اولاد کی رضامندی اور خوشی سے ایسا کرے تو جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ جب وہ ہوشیار ہوں تو پھر جائز ہے، وگرنہ نہیں، اور ان کی رضامندی والد کے خوف اور ڈر سے نہ ہو بلکہ وہ اس میں اپنے دل سے رضامند ہوں، نہ کہ والد کے خوف سے، ہر حالت میں ان کے درمیان افضلیت نہ دینا بہتر اور اچھا ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزہ ہوگا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنی اولاد کے مابین عدل و انصاف سے کام لو"

متفق علیہ. انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الشیخ ابن باز (452/9).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

"بلاشک و شبہ اولاد میں سے کچھ بچے دوسرے سے بہتر اور اچھے ہوتے ہیں، یہ تو سب کو معلوم ہے، لیکن اس بنا پر والد کے لیے کسی ایک کو افضلیت دینی جائز نہیں، بلکہ اسے عدل و انصاف کرنا چاہیے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنی اولاد کے مابین عدل و انصاف کیا کرو"

اس لیے اس بنا پر کسی ایک کو افضلیت دینی جائز نہیں کہ یہ اس سے افضل اور بہتر ہے، اور یہ اس سے زیادہ حسن سلوک کرتا ہے، بلکہ والد کو چاہیے کہ وہ ان سب کے درمیان عدل و انصاف کرے.

اور سب کو نصیحت کرنی چاہیے تا کہ وہ حسن سلوک کرنے لگیں اور اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر قائم ہو جائیں؛ لیکن وہ اولاد کو عطیہ دینے میں کسی ایک بیٹے کو دوسرے پر افضلیت مت دے، اور نہ ہی کسی ایک کے لیے مال کی وصیت کرے اور باقی کو چھوڑ دے؛ بلکہ وہ سب وراثت اور عطیہ میں برابر ہیں. جس طرح شریعت میں وراثت اور عطیہ کے متعلق وارد ہے.

وہ ان میں عدل وانصاف اسی طرح کرے جس طرح شریعت میں آیا ہے، اس لیے لڑکے کو دولڑکیوں کے برابر ملے گا، لہذا اگر وہ اپنی اولاد میں سے بیٹے کو ایک ہزار دیتا ہے تو بیٹی کو پانچ سو دے، اوراگر وہ ہوشیار اور عاقل وبالغ ہوں اور وہ ایسا کرنے کی اجازت دے دیں اور کہیں کہ ہمارے بھائی کو اتنا ہی دے دو، اور واضح طور پر اس کی اجازت دیں اور کہیں کہ ہم اجازت دیتے ہیں کہ آپ اسے گاڑی دے دیں، یا اتنا مال دے دیں . . . اور والد کو علم ہو جائے کہ ان کی یہ اجازت حقیقی ہے، اور اس میں لگی لپٹی نہیں، اور نہ ہی انہوں نے والد کے خوف سے اجازت دی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں .

مقصد یہ ہے کہ اسے عدل وانصاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن اگر اولاد ہوشیار اور عاقل وبالغ ہو چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور وہ کسی ایک کو کسی مخصوص اسباب کی بنا پر کچھ دینے کی اجازت دے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ انہیں حق حاصل ہے" انتہی .

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز(235/9).

اس بنا پر آپ کی والدہ پر واجب ہے کہ وہ آپ کے مابین اس مال میں عدل وانصاف سے کام لے، اور لڑکے کو دولڑکیوں کے برابر دے، اور اگر کسی ایک کو دوسروں کی رضامندی اور خوشی سے افضلیت حاصل ہو تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں .

واللہ اعلم .